تبصرہ

طب یونانی کے بیش بہا خزانے......

نام کتاب: --------------- الجامع المفردات الادویہ والاغذیہ (اردو ترجمہ)

مبصر: -------------------- حکیم محمد شیراز، سائنسداں ولیکچر رشعبۂ معالجات، کشمیر یونیورسٹی، سری نگر کشمیر۔

مولف: ------------------ ضاءالدین عبداللہ احمد الاندلسی المقالقی المعروف بابن البیطار (1197-1248) کی عیسوی۔

مترجم: سی سی آر یو ایم، نئی دہلی

خوشنویس: انیس احمد

کاش! کہ ہماری قوم ونسل کے طلبائے طب اطبائے سلف کی کاوشوں سے بھی آگاہ ہوتے۔ اللہ کرے کہ گوش کا معاملہ ہوش تک پہنچے۔ استدلالی باتیں کشفی ہو جائیں، اجمالی معاملہ تفصیلی ہو جائے، فلم بینی سے کچھ وقت نکال کر طب یونانی کی مستند اور قدیم کتابوں کو دیا جائے تو یونانی کی زبوں حالی میں کس قدر افاقہ ہو۔

حکیم عبدالرزاق رحمۃ اللہ علیہ رقم طراز ہیں کہ یونانی طب کی تاریخ کے عربی دور میں (جو آٹھویں صدی عیسوی تا تیرہویں صدی عیسوی پر مشتمل ہے) بے شمار اطباء گزرے ہیں، جن کے کارنامے طبی دنیا میں مشعل راہ کی حیثیت رکھتے ہیں۔ حنین ابن اسحاق، جابر بن حیان، یعقوب الکندی، الطبری، ذکریا رازی، علی بن عباس المجوسی، شیخ الرئیس بو علی سینا، اسی تابناک دور کی ابتدائی پانچ صدیوں کی یادگار شخصیتیں ہیں۔ تیرہویں صدی عیسوی کے اطباء میں ابن بیطار کو سب سے نمایاں مقام حاصل ہے۔

یونانی طب کی تاریخ میں علم الادویہ پر کام کرنے والے جن اطباء کا ذکر ملتا ہے ان میں دیسقوریدوس (ستر عیسوی) کا نام پہلے آتا ہے، جسے بانی علم الادویہ قرار دیا جاتا ہے۔ دیسقوریدوس نے پانچ سو دواؤں کے مجموعہ پر مشتمل ایک کتاب تصنیف کی۔ یہ کتاب ماہرین و محققین علم الادویہ کے لئے علم کا اصل ماخذ قرار دیتی ہے۔ دیسقوریدوس کے بعد ابن بیطار تک ایک ہزار سال کی مدت میں اگرچہ اکثر اطباء مثلاً جالینوس، ابن وحشیہ، ابوحنیفہ، غافقی وغیرہ نے علم الادویہ کی کتابیں تصنیف کیں لیکن ادویہ کے اعداد میں ایک سو سے زیادہ کا اضافہ نہ ہوا۔ ابن بیطار نے اپنی تحقیقات تلاش و جستجو کے بعد جو کتاب تصنیف کی اس میں دواؤں کی تعداد، دیسقوریدوس اور مابعد اطباء کی بیان کردہ دواؤں کے مقابلے میں دگنی سے زیادہ تک پہنچا دی۔

ابن بیطار کی علمی کاوش کتاب الجامع المفردات الادویہ والاغذیہ پچاس سال تک مخطوطات کی صورت میں دنیا کے مختلف کتب خانوں کی زینت بنی رہی۔ اگرچہ سولہویں اور انیسویں صدی میں یوروپ میں اس کتاب کے لاطینی، جرمن اور فرانسیسی تراجم شائع ہو چکے تھے، لیکن اصل کتاب کو بارہ سو انیس ہجری م 1874ء میں پہلی بار قاہرہ مصر کے مطبع بولاق

دواؤں کی شناخت ان کے افعال و خواص کے بارے میں مصنف کی کسی بتائی ہوئی بات پر اعتماد نہیں کیا، بلکہ اپنے ذاتی تجربات و مشاہدات کو پیش کیا ہے اور بار بار کسی بات کی تکرار سے بھی کام نہیں لیا۔

نے شائع کیا اور اس طرح یہ کتاب اشاعت کے بعد دنیا کے گوشہ گوشہ میں موجود طب کے شائقین تک پہنچ سکی۔ ہندوستان کے اطباء کو بھی اس کتاب میں مذکور ادویہ کی معلومات سے استفادہ کا موقع ملا، لیکن اس کتاب سے صرف وہی اطباء بہرہ ور ہو سکتے تھے جو عربی زبان سے واقف تھے۔ چنانچہ گزشتہ نصف صدی سے طبی حلقوں میں اس کتاب کے اردو ترجمہ کی ضرورت شدت سے محسوس کی جارہی تھی۔

سینٹر کاؤنسل فار ریسرچ ان یونانی میڈیسن نے اسی ضرورت کے پیش نظر اس کتاب کے اردو ترجمہ کا کام اپنے لٹریری ریسرچ کے منصوبہ میں شامل کیا۔ یہ کتاب چار جلدوں پر مشتمل ہے۔ ترجمہ کا اصل کام حکیم شکیل احمد شمسی، حکیم محمد یوسف اور حکیم سید محمد حسان نے کیا ہے۔

اس کتاب کی اہمیت کے پیش نظر جناب حکیم عبدالحمید صاحب صدر ادارہ تاریخ وتحقیق نے اس کا مقدمہ تحریر کیا۔

حکیم عبدالحمید صاحب اس کتاب کے مقدمہ میں تحریر کرتے ہیں کہ اس وقت کاؤنسل کی جانب سے علم الادویہ کی مشہور زمانہ تصنیف کتاب 'الجامع المفردات الادویہ والاغذیہ' کا اردو ترجمہ شائع کیا جارہا ہے۔ یقیناً کونسل کا یہ ایک عظیم کارنامہ ہے۔ اس زمانہ میں اس کتاب کی اپنی اہمیت کے پیش نظر اس کا اردو ترجمہ وقت کی اہم ضرورت تھی۔ مختلف عربی کتابوں مثلاً قانون شیخ، کامل الصناعۃ اور غنیٰ منیٰ وغیرہ کے اردو تراجم ہندوستان میں شائع ہو چکے تھے، لیکن ابن بیطار کی اس کتاب کا اردو ترجمہ کسی نے پیش نہیں کیا، جب کہ یونانی طب میں علم الادویہ کے موضوع پر ایک بسیط اور مستند کتاب ہے۔

ابن بیطار جو علم طب کا درخشاں ستارہ، بارہویں صدی عیسوی کے اواخر 1197 میں اندلس میں طلوع ہوا، اسی لئے اسکے نام کے ساتھ اندلسی کا بھی اضافہ کیا جاتا ہے، اور چونکہ اس نے اپنی زندگی نباتی ادویہ کی تحقیق میں صرف کردی تھی، اس لئے النباتی کا لقب بھی اس کے نام کے ساتھ جوڑ دیا جاتا ہے۔ ابن بیطار نے ادویاتی جڑی بوٹیوں کی تلاش وجستجو میں

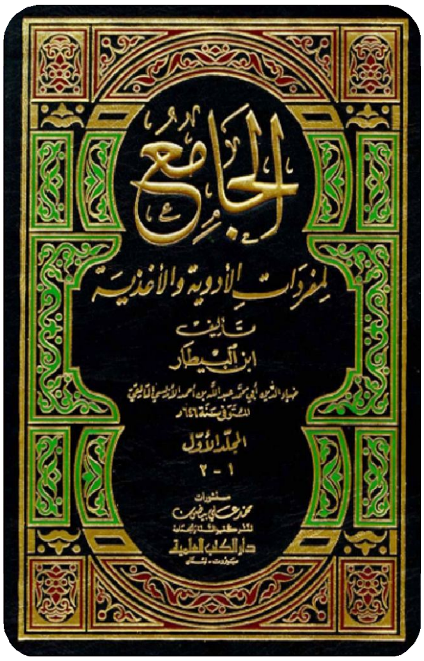

مغربی ممالک کے دور دراز جنگلوں، ساحل سمندر اور پہاڑوں کے علاوہ بلاد روم کے انتہائی مقامات اور پُر خطر پہاڑی سلسلوں، ناہموار اور دشوار گزار راستوں پر ہزار میل کا سفر پیدل طے کر کے ان مقامات سے جڑی بوٹیوں سے متعلق معلومات حاصل کی۔ اپنی کتاب عیون الانباء فی طبقات الاطباء میں ابن ابی اصیبعہ نے ابن بیطار سے اپنی ملاقات کا ذکر کیا ہے اور اس کے بارے میں اپنے تاثرات اس طرح بیان کئے ہیں۔

''میں نے ابن بیطار کے اندر ذکاوت وفطانت انتہائی درجہ میں دیکھی ہے اور دوائی نباتات کے متعلق تو اس کا علم بہت ہی دقیق تھا'' ابن ابی اصیبعہ مزید لکھتے ہیں کہ دمشق کے ایک سفر میں میرا اور ابن بیطار کا ساتھ تھا۔ دمشق کے اطراف و اکناف میں پائی جانے والی جڑی بوٹیوں کا جب اس نے مشاہدہ کیا تو ان میں بہت سی ایسی ادویہ نباتیہ کے مختلف نام، ان کے افعال وخواص اور مزاج کی جو تفصیلات بیان کیں ان کا تذکرہ دیسقوریدوس وجالینوس کی کتاب میں موجود تھا۔ اس کے علاوہ متاثرین ماہرین فن کے اختلافات، ان کے شکوک و شبہات کے ساتھ ان کی غلطیوں کا بھی تذکرہ اس نے کیا، جس

> المختصر یہ کہ جو طلباء و پی جی اسکالرس جو ادویہ کے شعبہ میں کام کر رہے ہیں وہ اس کتاب پر پی ایچ ڈی کریں۔ دور حاضر کے بے شمار امراض جو لاعلاج سمجھے جارہے ہیں، اس کتاب کی روشنی میں ان کا کوئی شافی و کافی علاج دریافت کریں۔

سے اس کے تبحر علمی اور فہم فراست کا بھی اندازہ ہوتا ہے۔

ابن بیطار نے ادویہ کے بارے میں اور خصوصاً نباتی دواؤں کے سلسلے میں مشاہدہ پر زیادہ زور دیا ہے اور وہ خود بھی اپنا بیان مشاہدہ کے ساتھ کرتا ہے۔ چنانچہ اپنی کتاب میں پہلی دوا آلوسن کیلئے ذیل میں وہ لکھتا ہے کہ ''بعض اندلسی اطباء اندلس ہی میں پائی جانے والی ''قارہ'' نام کی دوا کو غلطی سے آلوسن سمجھتے ہیں اور غلط فہمی کی بنیاد یہ ہے کہ قارہ بھی پاگل کتے کے کاٹنے میں مفید ہے، لیکن درحقیقت قارہ اور آلوسن دونوں الگ الگ پودے ہیں۔ قارہ کا یونانی نام ''مسطا خنوس'' ہے نہ کہ ''آلوسن''۔

ابن بیطار کی یہ کتاب اپنے موضوع پر لکھی جانے والی پہلی تمام کتابوں کے مقابلے میں انتہائی مکمل و مدلل ہے، جس میں چودہ سو سے زائد دواؤں کے متعلق معلومات فراہم کی گئی ہیں، جن کو پڑھنے کے بعد اندازہ ہوتا ہے کہ فاضل مولف نے کتنی محنت اور کس قدر تدبر اور غور و خوض اور کتنے وسیع مشاہدات اور مطالعہ کے بعد یہ معلومات قلم بندکی ہیں۔ اس کتاب میں ادویہ کی تحقیق وتشریح، ان کے مختلف نام اور مترادفات مزاج، افعال و خواص، مختلف طریقہ ہائے استعمال، مقدار خوراک اور ان کے ضرر رساں پہلوؤں کو بیان کرنے کے ساتھ ان میں سے اکثر مصلحات نیز کسی دوا کے دستیاب نہ ہونے کی صورت میں اس کا بدل پوری وضاحت کے ساتھ بیان کیا گیا ہے۔

کتاب الجامع کی سب سے اہم خصوصیت یہ ہے کہ مولف نے اس بات کا اہتمام کیا ہے کہ متقدمین علماء ادویہ نباتیہ میں دیسقوریدوس اور جالینوس کے اقوال کا عربی میں ترجمہ دینے کے بعد متاخرین اور ماہرین فن کا بھی حوالہ دے کر اپنے ذاتی تجربات و مشاہدات کو بیان کیا ہے۔ اس سلسلے میں پہلی جلد میں اس نے تقریباً سو اطباء کے اقوال اور اسی طرح ان کے احوال نقل کئے ہیں۔ اس کا سب سے بڑا فائدہ یہ ہے کہ صرف اسی کتاب کا مطالعہ کر لینے سے دیسقوریدوس، جالینوس اور ابن بیطار تک کے تمام ماہرین علم الادویہ کی کتب اور ان کے نظریات کا علم بھی ساتھ ساتھ ہو جاتا ہے۔

اس کتاب کی تصنیف کی غرض و غایت کے متعلق مصنف نے جو باتیں بیان کی ہیں، ان کا خلاصہ یہ ہے کہ دواؤں کی شناخت ان کے افعال وخواص کے بارے میں مصنف کی کسی بتائی ہوئی بات پر اعتماد نہیں کیا، بلکہ اپنے ذاتی تجربات و مشاہدات کو پیش کیا ہے اور بار بار کسی بات کی تکرار سے بھی کام نہیں لیا اور ادویہ کے بیان کی ترتیب حروف تہجی کے اعتبار سے

> ابن بیطار جو علم طب کا درخشاں ستارہ، بارھویں صدی عیسوی کے اواخر 1197ء میں اندلس میں طلوع ہوا، اسی لئے اس کے ساتھ اندلسی کا بھی اضافہ کیا جاتا ہے، اور چونکہ اس نے اپنی زندگی نباتی ادویہ کی تحقیق میں صرف کردی تھی، اس لئے النباتی کا لقب بھی اس کے نام کے ساتھ جوڑ دیا جاتا ہے۔

قائم کی ہے تاکہ مطالعہ کرنے والے کے لئے کسی بھی دوا کا تلاش کرنا آسان ہو جائے۔ نیز ادویہ کا تذکرہ مشہور ناموں سے کیا ہے، خواہ وہ عربی ہوں، یونانی ہوں یا کسی دوسری زبان کے۔ پھر ان کے مترادفات مع ان کے شہروں اور ملکوں کی تخصیص کے بیان کئے ہیں، جن میں وہ پائی جاتی ہیں۔ اس طرح کسی دوا کے سلسلے میں کوئی شبہ باقی نہیں رہتا۔

اس کتاب کی تمام غیر معمولی خصوصیات کی بنیاد پر مشہور یورپی مورخ میکس میرہوف ابن بیطار کی غیر معمولی صلاحیت اور علمی تبحر کو سراہتے ہوئے لکھتا ہے کہ:

It is work of extra ordinary erudition and observtion.

بلاشبہ یہ کارنامہ ایسا ہے جو کہ انتہائی غیر معمولی صلاحیت، تبحر علمی، علمی استعداد اور عمیق تجربات پر مبنی ایک عظیم شاہکار ہے۔ علم وفن کی ترقی کے ساتھ ساتھ اس کتاب کی اہمیت کو تسلیم کرتے ہوئے یوروپ میں اس کے لاطینی، جرمن اور فرانسیسی زبانوں میں ترجمے شائع کئے جاچکے ہیں۔ اس کا لاطینی ترجمہ ''اینڈریو الپگین'' نے کیا، جو وینس میں سن 1593ء میں شائع ہوا۔ اس کا دوسرا ایڈیشن پیرس سے سن 1602ء میں اور تیسرا ایڈیشن کیریمونا سے سن 1758ء میں شائع ہوا۔ جرمنی زبان میں اس کا ترجمہ Stuttgart سے پہلی بار 1840ء میں طبع ہوا۔ فرانسیسی زبان میں اس کا ترجمہ کلارک نے 1883ء میں کیا۔ اس سے اندازہ کیا جاسکتا ہے کہ مغرب نے اس کتاب سے بھرپور فائدہ اٹھایا ہے اور جیسا کہ مشہور محقق طبیب علامہ کبیر الدین نے اپنے مقالہ میں جو انہوں نے 1952ء میں آل انڈیا یونانی طبی کانفرنس کے اجلاس میں منعقدہ دہلی میں پیش کیا، ذکر کیا ہے کہ یہ بات کسی خوف و اختلاف کے کہی جاسکتی ہے کہ پہلی برٹش فارما کوپیا ابن بیطار کی کتاب پر مبنی تھی۔

کاؤنسل نے اس اہم کتاب کا اردو ترجمہ شائع کرکے طبی حلقوں کی ایک اہم ضرورت کو پورا کیا ہے۔

خلاصہ:

وہ طلباء و پی جی اسکالرس جو ادویہ کے شعبہ میں کام کر رہے ہیں وہ اس کتاب پر پی ایچ ڈی کریں۔ دور حاضر کے بے شمار امراض جو لاعلاج سمجھے جارہے ہیں، اس کتاب کی روشنی میں ان کا کوئی شافی و کافی علاج دریافت کریں۔

مراجع و مصادر:

(۱) جامع المفردات الادویہ والاغذیہ (اردو ترجمہ) ابن بیطار، سی سی آر یو ایم، نئی دہلی

(۲) تاریخ طب و اخلاقیات، حکیم اشہر قدیر

□□□